Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

VOL. 4

کتاب نمبر 4:

قدیم کلیسیا کی حالت اور پوپ کی حکومت سے پہلے کلیسائی نظام

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Translated
By
Suleman Shahzad
(MIB-France, M.Div (Continue)-USA)
Reformed by TRUTH

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only.

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International

NOT FOR SALE

Urdu Edition 2026

Copyright © Reformed by TRUTH

www.Reformedbytruth.com

کتاب 4

”قدیم کلیسیا کی حالت اور پوپ کی حکومت سے پہلے کلیسائی نظام“

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Not For Sale

فہرستِ مضامین

مصنف کا تعارف:
مترجم کی تمہید:

حصہ 1: خدمت کا تاریخی ارتقا: خادمین کی تین قسمیں (1) تعلیم دینے والے اور قیادت کرنے والے بزرگ (پریسبیٹری) (2) بزرگوں میں سے ایک کو منتخب کر کے بشپ بنایا جاتا تھا (3) بعد میں آرچ بشپ کا عہدہ بھی ظاہر ہوا۔ 1-4:

باب 1: ابتدائی کلیسیا کی وفاداری کتابِ مقدس کے نمونے کے مطابق۔
باب 2: بشپ (Bishop) کا عہدہ اور ذمہ داریاں۔
باب 3: بشپ اور پادری صاحبان کی اہم ذمہ داریاں ۔
باب 4: آرچ -بشپ اور پیٹریارک۔

حصہ 2: ڈیکن اور آرچ-ڈیکن: کلیسیا کی جائیداد اور املاک کی تقسیم، اور چھوٹے روحانی خادم 5-9 :

باب 5: ڈیکن کا عہدہ۔
باب 6: کلیسیا کی جائیداد کا استعمال۔
باب 7: کلیسائی ہدیے کی چار حصوں میں تقسیم۔
باب 8: کلیسیا کے خزانے کی غریبوں میں تقسیم۔
باب 9: کلیسائی عہدے کے ابتدائی تربیتی مراحل۔

حصہ 3: خادمین کے انتخاب اور دستگذاری (Ordination) کی تاریخ: عوام، روحانی خادمین اور حکام کی رضامندی، 10-15:

باب 10: پولُس رسول کی ہدایات پر عمل۔
باب 11: خادمین کے انتخاب میں عوام کی رضامندی، تھیودوریت (Theodoret) کے زمانے تک۔
باب 12: عوام اور روحانی خادمین کے درمیان توازن۔
باب 13: روحانی خادمین اور حکومتی رہنما۔
باب 14: دستگذاری (Ordination) کا طریقہ۔
باب 15: صوبائی حکومت (میٹروپولیٹن) کے ذریعے دستگذاری۔

مصنف کا تعارف:

جان کیلون (1509–1564) ایک عظیم فرانسیسی مسیحی عالم اور اصلاحی پروٹسٹنٹ کلیسیا کے اہم ستونوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے اپنی پوری زندگی خدا کے کلام کی خدمت اور کلیسیا کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ کمزور صحت اور شدید مخالفت کے باوجود، اُس کی مسلسل محنت، دُعا اور علمی بصیرت نے جنیوا (Geneva) کو اصلاحی پروٹسٹنٹ ایمان کا مرکز بنایا اور پورے یورپ پر دیرپا اثر ڈالا۔

اُن کی شہرۂ آفاق تصنیف "مسیحی مذہب کی تعلیمات" (Institutes of the Christian Religion)، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار 1536ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب مسیحی عقائد کو آسان، منظم اور بائبلی انداز میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی تاکہ ایماندار اپنے ایمان میں مضبوط رہیں اور کلیسیا کے ساتھ وفاداری اور اتحاد میں جڑے رہیں۔

وقت کے ساتھ یہ کتاب مزید وسعت پاتی گئی اور آج بھی اصلاحی پروٹسٹنٹ مسیحیت کی ایک بنیادی اور معتبر دستاویز کے طور پر سمجھی جاتی ہے، جو ایمان، فہم اور روحانی وفاداری کی روشن مثال پیش کرتی ہے۔

مترجم کی تمہید:

میں خداوند کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے یہ فضل بخشا کہ میں جان کیلون کی اِس اہم تعلیم کا سادہ اُردو میں ترجمہ کر سکوں۔ میری دُعا ہے کہ یہ ترجمہ کلیسیا کے خادمین، طالبِ علموں اور تمام ایمانداروں کے لیے فائدہ مند ثابت ہو، تاکہ وہ کلیسیا کی خدمت، بلاہٹ اور نظام کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

(اگر اس ترجمہ میں کہیں کوئی کمی یا غلطی رہ گئی ہو تو وہ میری کمزوری ہے، اور میں عاجزی سے قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کی نشاندہی کریں۔) میری دُعا ہے کہ خداوند اِس مختصر خدمت کو اپنی کلیسیا کی بھلائی اور اپنے نام کے جلال کے لیے استعمال کرے۔ آمین۔

(یہ ترجمہ ہنری بیورِج (Henry Beveridge) کی انگریزی ترجمانی سے ماخوذ ہے، جو پہلی مرتبہ 1845ء میں شائع ہوئی تھی۔ نیز الٰہیاتی اصطلاحات کی بہتر تفہیم اور درست مفہوم کی ادائیگی کے لیے ابتدائی فرانسیسی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔)

(خدمت کا تاریخی ارتقا: خادمین کی تین قسمیں (1) تعلیم دینے والے اور قیادت کرنے والے بزرگ (پریسبیٹری) (2) بزرگوں میں سے ایک کو منتخب کرکے بشپ بنایا جاتا تھا (3) بعد میں آرچ بشپ کا عہدہ بھی ظاہر ہوا۔ 1-4)

1. ابتدائی کلیسیا کی وفاداری کتابِ مقدس کے نمونے کے مطابق:

اب تک ہم نے کلیسیا کے نظام و حکومت کے اُس طریقے کے بارے میں بات کی ہے جو ہمیں خدا کے پاک کلام میں دیا گیا ہے، اور اُن خدمتی عہدوں کے بارے میں بھی جو مسیح نے مقرر کیے۔اب اس موضوع کو اور واضح اور آسان بنانے کے لیے یہ فائدہ مند ہوگا کہ ہم ابتدائی کلیسیا کے طریقے کو بھی دیکھیں۔ اس سے ہمیں خدا کی مقرر کردہ ترتیب کی ایک عملی تصویر ملتی ہے۔

اگرچہ اُس زمانے کے بزرگوں نے بہت سے اصول اور قوانین لکھے جو بظاہر کتابِ مقدس سے کچھ زیادہ معلوم ہوتے ہیں، پھر بھی اُنہوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ کلیسیا کے نظام کو خدا کے کلام کے مطابق ہی قائم رکھنے کی کوشش کی، کیونکہ وہی اصل معیار تھا۔ اگر ان قوانین میں کہیں کچھ کمی بھی ہو، تب بھی چونکہ اُن کی سچی خواہش یہی تھی کہ خدا کی مقرر کردہ ترتیب کو محفوظ رکھیں، اور وہ اس سے زیادہ دُور بھی نہیں ہوئے، اس لیے اُن کے طریقے کو مختصر طور پر بیان کرنا فائدہ مند ہوگا۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ کتابِ مقدس میں خادمین کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں، اسی طرح ابتدائی کلیسیا نے بھی اپنے خادمین کو تین درجوں میں تقسیم کیا تھا۔

بزرگوں (پریسبیٹریز) کے گروہ میں سے:

1. کچھ لوگوں کو چرواہے (پادری) اور اُستاد مقرر کیا جاتا تھا۔
2. باقی لوگوں کو اخلاق اور نظم و ضبط کی نگرانی کی ذمہ داری دی جاتی تھی۔
3. خادمین (ڈیکن) کا کام غریبوں کی دیکھ بھال کرنا اور خیرات تقسیم کرنا تھا۔

قاری (Reader) اور معاون (Acolytes) کسی مستقل عہدے کے نام نہیں تھے۔ بلکہ جنہیں کلرجی (clergy) کہا جاتا تھا، اُنہیں لڑکپن سے ہی کلیسیا کی خدمت میں مختلف تربیتی کاموں میں لگایا جاتا تھا، تاکہ وہ بہتر طور پر سمجھ سکیں کہ مستقبل میں اُنہیں کس خدمت کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ اس بات کو میں آگے مزید تفصیل سے بیان کروں گا۔ اسی لیے جیروم (Jerome) جب کلیسیا کے پانچ درجوں کا ذکر کرتا ہے تو وہ ان کو اس طرح بیان کرتا ہے: (1) بشپ، (2) بزرگ (پریسبیٹری)، (3) خادم (ڈیکن)، (4) ایماندار، (5) اور تعلیم حاصل کرنے والے (کیٹیکومن)۔

لیکن دوسرے خادم (clergy) اور راہبوں (Monks) کو وہ اِن درجوں میں کوئی خاص جگہ نہیں دیتا۔

2. بشپ (Bishop) کا عہدہ اور ذمہ داریاں:

جن لوگوں کو تعلیم دینے کی ذمہ داری دی گئی تھی، اُنہیں بزرگ (پادری / پریسبیٹری) کہا جاتا تھا۔ ہر شہر میں یہ بزرگ اپنے ہی درمیان سے ایک شخص کو منتخب کرتے تھے اور اُسے خاص طور پر بشپ (Bishop) کا لقب دیتے تھے، تاکہ برابری کی وجہ سے جو اختلافات عام طور پر پیدا ہو جاتے ہیں وہ نہ ہوں۔ لیکن بشپ عزت اور مرتبے میں اس قدر برتر نہیں تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں پر حکومت کرے۔ بلکہ جیسے کسی مجلس میں صدر کا کام ہوتا ہے کہ معاملات پیش کرے، لوگوں کی رائے جمع کرے، مشورہ دینے میں آگے بڑھے، نصیحت کرے، سب کام کو اپنی نگرانی میں منظم کرے، اور جو بات سب کی رضامندی سے طے ہو اُسے نافذ کرے، اسی طرح پادری صاحبان (پریسبیٹرز) کی مجلس میں بشپ کا بھی یہی کردار ہوتا تھا۔

قدیم علماء خود بھی مانتے ہیں کہ یہ طریقہ زمانے کی ضرورت کے مطابق انسانی انتظام سے قائم کیا گیا تھا۔ اسی لیے کلیسائی بزرگ جیروم (Jerome) نے طِطُس کے خط کے پہلے باب کی تشریح میں لکھا کہ:

"بشپ اور پادری اصل میں ایک ہی ہیں۔ اور اُس وقت تک جب تک شیطان کے بہکانے سے مذہب میں اختلافات پیدا نہیں ہوا تھا، اور لوگوں میں یہ کہنا شروع نہیں ہوا تھا کہ میں پولُس کا ہوں اور میں قیفا کا ہوں، کلیسیائیں بزرگوں کی مشترکہ مجلس سے چلائی جاتی تھیں۔ بعد میں اختلافات کو ختم کرنے کے لیے ساری ذمہ داری ایک شخص کو

دے دی گئی۔ اس لیے بزرگوں (پادری صاحبان) کو معلوم ہونا چاہیے کہ کلیسیا کی روایت کے مطابق وہ اُس شخص کے تابع ہیں جو اُن کی صدارت کرتا ہے۔ اسی طرح بشپ کو بھی جاننا چاہیے کہ وہ پادری صاحبان سے زیادہ کلیسیا کی روایت کی وجہ سے بڑے ہیں، نہ کہ خداوند کے کسی خاص حکم کی وجہ سے، اور اُنہیں کلیسیا کی رہنمائی سب کی بھلائی کے لیے کرنی چاہیے۔"

ایک اور جگہ جیروم بتاتا ہے کہ یہ روایت کتنی قدیم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اسکندریہ میں انجیل نویس مرقس کے زمانے سے لے کر ہیراکلُس (Heraclas) اور ڈیونیسئیس (Dionysius) تک پادری صاحبان ہمیشہ اپنے ہی درمیان سے ایک شخص کو منتخب کرتے تھے، اُسے بلند مقام دیتے تھے اور اُسے بشپ کہتے تھے۔

اس طرح ہر شہر میں بزرگوں کا ایک گروہ ہوتا تھا جس میں چرواہے اور اُستاد شامل ہوتے تھے۔ یہ سب لوگ عوام کو تعلیم دینے، نصیحت کرنے اور اصلاح کرنے کا کام کرتے تھے، جیسا کہ پولُس رسول ططس 9:1 میں بشپ کے بارے میں ہدایت دیتا ہے، تاکہ اُن کے بعد بھی خدمت جاری رہے، بشپ نوجوانوں کو تربیت دیتے تھے جو مقدس خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے تھے۔ ہر شہر کے ساتھ ایک خاص علاقہ بھی منسلک ہوتا تھا جس میں سے بزرگوں کو لیا جاتا تھا اور گویا اِسے کلیسیا کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ ہر بزرگ (پادری/خادم)، نظم اور امن قائم رکھنے کے لیے، ایک بشپ کے ماتحت ہوتا تھا۔ اگرچہ بشپ مرتبے میں دوسروں سے بلند ہوتا تھا، پھر بھی وہ بھائیوں کی مجلس کے تابع رہتا تھا۔

اگر کسی بشپ کے ماتحت علاقہ بہت بڑا ہو جاتا اور وہ تمام ذمہ داریاں خود ادا نہ کر سکتا، تو اس علاقے کے مختلف حصوں میں بزرگ (پریسبیٹری) مقرر کیے جاتے تھے تاکہ وہ چھوٹے معاملات میں اُس کے نمائندے بن کر کام کریں۔ اُنہیں خورے بشپ (Chorepiscopi) یعنی دیہاتی یا علاقائی بشپ کہا جاتا تھا، کیونکہ وہ پورے علاقے میں بشپ کی نمائندگی کرتے تھے۔

3۔ بشپ اور پادری صاحبان کی اہم ذمہ داریاں :

جس خدمت کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں، اس کے مطابق بشپ اور پادری صاحبان دونوں کی ذمہ داری تھی کہ وہ خدا کے کلام اور سکرامنٹس کی خدمت انجام دیں۔ صرف اسکندریہ میں ایک خاص قانون بنایا گیا تھا (کیونکہ وہاں آریوس (Arius) نے کلیسیا میں بڑا فسادپیدا کیا تھا) کہ کوئی پادری عوام کے سامنے خطاب نہ کرے۔ یہ بات سقراط (Socrates) نے اپنی تاریخ میں بیان کی ہے (Tripartite History، کتاب 9)۔ جیروم بھی اس قانون سے اپنی ناخوشی کو نہیں چھپاتا (جیروم، خط بنام ایواگریئس)۔

اُس زمانے میں یہ بات بالکل ناقابلِ قبول سمجھی جاتی تھی کہ کوئی شخص اپنے آپ کو بشپ کہلائے لیکن اپنے عمل سے سچا بشپ ثابت نہ ہو۔ اسی لیے اُس وقت اتنی سختی تھی کہ تمام خادمین کو وہ خدمت پوری کرنی پڑتی تھی جو خداوند اُن سے چاہتا ہے۔ میں صرف ایک زمانے کی بات نہیں کر رہا۔ حتیٰ کہ گریگوری (Gregory) کے زمانے میں بھی، جب کلیسیا تقریباً گِر چکی تھی (اور یقیناً اپنی پہلی پاکیزگی سے بہت دور ہو گئی تھی)، ایسا بشپ ہرگز برداشت نہیں کیا جاتا تھا جو منادی نہ کرتا ہو۔ اپنے ایک خط میں وہ لکھتا ہے کہ ''جب کاہن کی آواز سنائی نہیں دیتی تو وہ گویا مر جاتا ہے، کیونکہ اگر وہ منادی کی آواز کے بغیر زندگی گزارتا ہے تو وہ اپنے اُوپر پوشیدہ منصف (خدا) کے غضب کو بلاتا ہے۔" ایک اور جگہ وہ کہتا ہے کہ ''جب پولُس رسول گواہی دیتا ہے کہ میں سب لوگوں کے خون سے بری ہوں (اعمال 26:20)، تو اُس کے الفاظ سے ہم جو کاہن کہلاتے ہیں موردِ الزام ٹھہرتے ہیں اور مجرم ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ اپنے گناہوں کے ساتھ ہم دوسروں کی ہلاکت کا بھی بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ جب ہم سرد مہری اور خاموشی کے ساتھ لوگوں کو روز بروز ہلاکت کی طرف جاتے دیکھتے ہیں تو گویا قتل کے مرتکب ہوتے ہیں۔" (گریگوری، حزقی ایل پر وعظ)

گریگوری اپنے آپ کو اور دوسروں کو اُس وقت '' خاموش " کہتا ہے جب وہ اپنی خدمت میں اتنی محنت نہیں کرتے جتنی کرنی چاہیے۔ اگر وہ اُن لوگوں کو بھی نہیں بخشتا جو اپنی ذمہ داری صرف کچھ حد تک پوری کرتے تھے، تو سوچیں وہ اُن لوگوں کے بارے میں کیا کہتا جو اسے بالکل ہی نظرانداز کر دیتے تھے۔ اسی لیے ایک طویل عرصے تک کلیسیا میں یہ

سمجھا جاتا رہا کہ بشپ کی پہلی اور سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خدا کے کلام کے ذریعے لوگوں کی پرورش کرے اور صحیح تعلیم کے ساتھ، عام اور نجی طور پر، کلیسیا کی تعمیر کرے۔

4۔ آرچ-بشپ اور پیٹریارک:

حقیقت یہ ہے کہ ہر صوبے میں بشپس (Bishops) میں سے ایک آرچ بشپ (Archbishop) مقرر ہوتا تھا (دیکھیں باب 7، سیکشن 15)۔ مزید یہ کہ نقایا کی مجلس (Council of Nicea) میں بعض پیٹریارکس (Patriarchs) کو مرتبے اور مقام کے لحاظ سے، آرچ بشپس سے برتر مقرر کیا گیا۔ اس کا مقصد نظم و ضبط کو قائم رکھنا تھا، حالانکہ یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ یہ طریقہ بہت کم پایا جاتا تھا۔ ان اعلیٰ مرتبے کے قیام کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اگر کسی کلیسیا میں کوئی مسئلہ پیش آئے جسے چند افراد آسانی سے حل نہ کر سکیں، تو اُسے صوبائی مجلس (Provincial Synod) کے پاس بھیجا جا سکتا تھا۔ اور اگر معاملہ بہت بڑا یا مشکل ہو، تو پیٹریارکس کو بھی مجلس کے ساتھ شامل کیا جاتا تھا، اور اُن کے فیصلے کے خلاف صرف جنرل کونسل (General Council) میں اپیل کی جا سکتی تھی۔

ایسے حکومتی نظام کو کچھ لوگوں نے درجہ بندی کا سلسلہ (Hierarchy) کہا، لیکن میری رائے میں یہ نام مناسب نہیں، اور بائبل میں بھی اِس لفظ کا استعمال نہیں ہوا۔ کیونکہ روح القدس نے یہ یقینی بنایا کہ کوئی بھی کلیسیا کی قیادت میں بالادستی یا غلبے کا خواب نہ دیکھے۔ لیکن اگر ہم صرف لفظ کو چھوڑ کر اصل بات دیکھیں، تو ہمیں معلوم ہوگا کہ قدیم بشپس کا مقصد کلیسیا کے حکومتی نظام کو خدا کے کلام کے مطابق رکھنا تھا، نہ کہ کوئی نیا یا مختلف نظام بنانا۔

(ب۔ ڈیکن اور آرچ-ڈیکن: کلیسیا کی جائیداد اور املاک کی تقسیم، اور چھوٹے روحانی خادم 5-9)

5۔ ڈیکن کا عہدہ:

ڈیکنز کا معاملہ اُس وقت بھی ویسا ہی تھا جیسا رسولوں کے زمانے میں تھا (دیکھیں باب 3، سیکشن 6)۔ وہ روزانہ کا چندہ جمع کرتے اور کلیسیا کی سالانہ آمدنی وصول کرتے تھے تاکہ اُسے درست مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ یعنی:

- کچھ پیسہ خادمین کی روزی روٹی میں خرچ ہوتا،
- اور کچھ غریب اور محتاجوں کی مدد میں دیا جاتا۔

یہ سب وہ پادری کی نگرانی میں کرتے، اور ہر سال اپنی ذمہ داری کا حساب پادری کو دیتے۔

اگرچہ کلیسائی مجالس کے قوانین (Canons) پادری کو کلیسیا کے تمام مال و وسائل کا نگران قرار دیتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ پادری سب کچھ خود کرتا ہے۔ بلکہ پادری کا کام یہ تھا کہ وہ ڈیکنز کو ہدایت دے کہ کون لوگ کلیسیا کی مدد سے فائدہ اُٹھائیں، کس حد تک، اور کس طرح تقسیم کیا جائے۔ اسی طرح وہ دیکھ سکتا تھا کہ ڈیکنز اپنی ذمہ داری ایمانداری سے انجام دے رہے ہیں یا نہیں۔

رسولوں کے نام سے منسوب قوانین (Canons) میں کہا گیا ہے کہ:
" ہم حکم دیتے ہیں کہ پادری کلیسیا کے معاملات پر قابو رکھے۔ اگر اُسے انسانوں کی روحیں، جو زیادہ قیمتی ہیں، سونپی گئی ہیں، تو زیادہ جائز ہے کہ اُسے پیسے کے معاملات بھی سونپے جائیں، تاکہ بزرگوں (پادری صاحبان) اور ڈیکنز کے ذریعے سب کچھ محتاج لوگوں تک صحیح طریقے سے پہنچے، اور خدمت باعزت اور احتیاط کے ساتھ انجام پائے۔"

انطاکیہ کی مجلس (Council of Antioch) میں بھی فیصلہ ہوا کہ وہ بشپ یا پادری جو بزرگوں (پریسبیٹرز) اور ڈیکنز کی اجازت کے بغیر کلیسیا کے مال میں دخل اندازی کریں، اُنہیں روکا جائے۔ تب سے یہ روایت رہی کہ ڈیکنز، پادری (بشپ) کے ماتحت محتاج لوگوں کے محافظ اور اُن کے مال کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ابتدائی طور پر سب- ڈیکنز (Subdeacons)، ڈیکنز کی مدد کے لیے مقرر کیے گئے تھے، تاکہ وہ محتاج لوگوں کی دیکھ بھال میں مدد کریں، لیکن وقت کے ساتھ یہ فرق کم ہو گیا۔

آرچ-ڈیکنز (Archdeacons) اُس وقت مقرر کیے گئے جب آمدنی کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا کہ اُسے سنبھالنے کے لیے زیادہ منظم طریقہ درکار تھا۔ جیروم کے زمانے میں یہ پہلے سے موجود تھے۔ آرچ-ڈیکنز کے ذمہ داریاں میں درجہ ذیل کام شامل تھے، مثلاً وہ کلیسیا کی آمدنی، جائیداد اور سامان، روزانہ کا چندہ، عوام کو کلام سنانا اور عبادت کی ترغیب دینا، اور

عشائے ربانی کو تیار کرتے تھے۔ اسی لیے گریگوری نے آرچ-ڈیکن سولیتانوس (Solitanus) سے کہا کہ اگر کلیسیا کی کسی چیز کا نقصان اُن کی غفلت یا دُھوکے کی وجہ سے ہو تو اِس کی ذمہ داری اُنہی پر ہوگی۔ اُنہیں عوام کے سامنے کلام پڑھنے اور دُعا کی ترغیب دینے کی اجازت تھی۔ لیکن یہ تمام کام اُن کے عہدے کے احترام کے لیے کیے جاتے، تاکہ وہ جانیں کہ یہ کوئی عام خدمت نہیں بلکہ خدا کے لیے مخصوص روحانی خدمت ہے۔

6۔ کلیسیا کی جائیداد کا استعمال:

اس سے ہم یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ کلیسیا کے مال کو کس طرح استعمال کیا جاتا تھا اور اِسے کس طرح تقسیم کیا جاتا تھا۔ کلیسائی مجلسوں کے فیصلوں اور قدیم بزرگوں کی تحریروں سے ہر جگہ یہ بات ملتی ہے کہ کلیسیا کے پاس جو کچھ بھی تھا، چاہے زمین ہو یا پیسہ، وہ دراصل غریبوں کا حق سمجھا جاتا تھا۔

اسی لیے بشپس (پادری صاحبان) اور ڈیکنز کو بار بار یہ یاد دلایا جاتا تھا کہ ''یاد رکھو کہ تم اپنے مال کو نہیں سنبھال رہے بلکہ اُس مال کو جو غریبوں کی ضرورت کے لیے رکھا گیا ہے۔ اگر تم بے ایمانی سے اِسے چھپاؤ یا ضائع کرو تو تم خون کے قصوروار ٹھہرو گے۔''

اسی وجہ سے اُنہیں نصیحت کی جاتی تھی کہ وہ اس مال کو بڑے خوف اور احترام کے ساتھ اُن لوگوں میں بانٹیں جو اِس کے حق دار ہیں، اور یہ کام ایسے کرے جیسے خدا کے سامنے یہ کام کر رہے ہوں، اور کسی کے ساتھ جانبداری نہ کریں۔ اسی لیے خریسوستم (Chrysostom)، امبروز (Ambrose)، آگسٹین (Augustine) اور دوسرے بزرگوں کی تحریروں میں ایسے سنجیدہ بیانات ملتے ہیں جن میں وہ لوگوں کے سامنے اپنی دیانت داری کا اظہار کرتے ہیں۔ چونکہ یہ انصاف کی بات تھی اور خدا کے کلام سے بھی منظور تھی کہ جو لوگ کلیسیا کی خدمت میں محنت و مشقت کرتے ہیں اُنہیں کلیسیا کے خرچ سے سہارا دیا جائے (1 کرنتھیوں 14:9؛ گلتیوں 6:6)، اور اُس زمانے میں بعض بزرگوں نے اپنی جائیداد خدا کے لیے وقف کر کے خود غریبی اختیار کر لی تھی، اس لیے مال کی تقسیم اس طرح کی جاتی تھی کہ خادموں کی ضرورت بھی پوری ہو اور غریبوں کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی خیال

رکھا جاتا تھا کہ خادم خود سادگی کی مثال ہوں۔ اُنہیں اتنا زیادہ نہ دیا جائے کہ وہ عیش و آرام یا فضول خرچی میں پڑ جائیں، بلکہ صرف اتنا دیا جائے جو اُن کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہو۔

اسی کے بارے میں بزرگ جیروم (Jerome) نے کہا ہے کہ ''وہ روحانی خادم جو اپنی ذاتی جائیداد سے گزارا کر سکتے ہیں، اگر وہ غریبوں کے مال میں سے لیں تو یہ بے حرمتی ہے، اور اس طرح وہ اپنے اُوپر سزا کھاتے پیتے ہیں۔''

7۔ کلیسائی ہدیے کی چار حصوں میں تقسیم:

ابتدائی کلیسیاوں میں ہدیے اور نذرانوں کا انتظام آزادانہ اور رضاکارانہ طور پر کیا جاتا تھا۔ جہاں پادری صاحبان اور ڈیکنز خود ہی ایمانداری سے اپنا کام کرتے تھے، اور صاف ضمیر اور پاک زندگی قوانین کی جگہ کافی تھی۔ لیکن بعد میں جب کچھ لوگوں کے لالچ اور بگڑی ہوئی خواہشات کی وجہ سے بُری مثالیں سامنے آئیں، تو اُن خرابیوں کو درست کرنے کے لیے قوانین (Canons) بنائے گئے۔ اُن کے مطابق کلیسیا کی آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا:

1. ایک حصہ روحانی خادمین (پادری صاحبان) کے لیے،
2. ایک حصہ غریبوں کے لیے،
3. ایک حصہ کلیسیا اور دوسری عمارتوں کی مرمت کے لیے،
4. اور ایک حصہ غریب لوگوں کے لیے، چاہے وہ مقامی ہوں یا باہر سے آنے والے۔

کچھ قوانین اس آخری حصے کو پادری کے لیے قرار دیتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس کا مالک بن جائے اور اِسے اپنی مرضی سے خرچ کرے۔ بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس سے مہمان نوازی کر سکے، جیسا کہ پولُس رسول اس عہدے کے لیے ضروری قرار دیتا ہے (1 تیمتھیس 2:3)۔ بزگ جیلاسیئس (Gelasius) اور گریگوری (Gregory) بھی اسی طرح اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ جیلاسیئس کہتا ہے کہ ''پادری کو جو حصہ دیا جاتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قیدیوں اور مسافروں کی مدد کر سکے۔'' اور گریگوری اس بات کو اور زیادہ واضح الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ''رسولی مسند (Apostolic See) کا یہ رواج ہے کہ جب کسی پادری کو مقرر کیا جائے تو اُسے حکم دیا جائے کہ

وہ کلیسیا کی تمام آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کرے: ایک حصہ پادری اور اُس کے گھرانے کے لیے مہمان نوازی اور ضروری خرچ کے لیے، دوسرا روحانی خادموں کے لیے، تیسرا غریبوں کے لیے، اور چوتھا کلیسیا کی عمارتوں کی مرمت کے لیے۔"

اس لیے پادری کے لیے جائز نہیں تھا کہ وہ اپنے لیے اتنا مال لے جو سادہ کھانے پینے اور لباس سے زیادہ ہو۔ اگر کوئی شخص عیش و آرام یا دِکھاوے میں پڑ جاتا تو اُس کے ساتھی اُسے فوراً تنبیہ کرتے، اور اگر وہ نہ مانتا تو اُسے اُس کے عہدے سے ہٹا دیا جاتا۔

8۔ کلیسیا کے خزانے کی غریبوں میں تقسیم:

شروع میں کلیسیاؤں کی سجاوٹ پر بہت کم خرچ کیا جاتا تھا۔ بعد میں جب کلیسیا کچھ زیادہ مالدار ہو گئی، تب بھی اس معاملے میں اُنہوں نے اعتدال اور سادگی کو برقرار رکھا۔ پھر بھی جو پیسہ جمع ہوتا تھا اُسے ضرورت کے وقت غریبوں کی مدد کے لیے محفوظ رکھا جاتا تھا۔ مثلاً جب یروشلم کے علاقے میں قحط پڑا اور لوگوں کی ضرورت کسی اور طریقے سے پوری نہ ہو سکی، تو سیِرل (Cyril) نے کلیسیا کے برتن اور لباس لے کر بیچ دیے تاکہ اِس پیسے سے غریبوں کی مدد کی جا سکے۔ اسی طرح امیدہ کے بشپ اکاسیئس (Acatius) کے زمانے میں جب بہت سے فارسی لوگ قحط کی وجہ سے مرنے کے قریب تھے، تو اُس نے روحانی خادمین کو جمع کیا اور یہ بات کہی کہ "ہمارے خدا کو نہ پیالوں کی ضرورت ہے اور نہ پلیٹوں کی، کیونکہ وہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔" پھر اُس نے کلیسیا کے قیمتی برتن پگھلا دیے تاکہ اُس سے کھانا فراہم کیا جا سکے اور مصیبت زدہ لوگوں کو قید سے آزاد کرایا جا سکے۔

جیروم (Jerome) بھی کلیسیاؤں کی حد سے زیادہ سجاوٹ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اُس کے زمانے میں تولوز کا بشپ ایکسپیریئس (Exuperius) اس قدر سادہ زندگی گزارتا تھا کہ وہ (عشائے ربانی میں) خداوند کے بدن کو ٹوکری میں اور اُس کے خون کو شیشے کے برتن میں رکھتا تھا، لیکن اس کے باوجود وہ کسی غریب کو بھوکا نہیں رہنے دیتا تھا۔

جو بات ابھی اکاسیئس (Acatius) کے بارے میں کہی گئی، اسی طرح کی بات امبروز (Ambrose) اپنے بارے میں بھی بیان کرتا ہے۔ جب ایشیا کے لوگوں نے اُس پر اعتراض کیا کہ اُس نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے مقدس برتن توڑ دیے ہیں، تو اُس نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ ''جس نے رسولوں کو بغیر سونے کے بھیجا تھا، اُسی نے کلیسیاؤں کو بھی بغیر سونے کے قائم کیا۔ کلیسیا کے پاس سونا اس لیے نہیں کہ اُسے جمع کر کے رکھے، بلکہ اس لیے کہ اُسے تقسیم کرے اور ضرورت مندوں کی مدد کرے۔ ایسی چیز کو سنبھال کر رکھنے کا کیا فائدہ جو کسی کے کام نہ آئے؟ کیا ہمیں نہیں معلوم کہ اسوری (Assyrians) لوگ خداوند کی ہیکل سے کتنا سونا اور چاندی لے گئے تھے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ کاہن اُسے پگھلا کر غریبوں کی مدد کرے، اگر اور کوئی ذریعہ نہ ہو، بجائے اس کے کہ کوئی بے دین دشمن اُسے لے جائے؟'' وہ مزید کہتا ہے کہ خداوند یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ ''تم نے اتنے غریب لوگوں کو بھوک سے کیوں مرنے دیا جبکہ تمہارے پاس سونا موجود تھا جس سے اُن کی مدد ہو سکتی تھی؟ تم نے اتنے قیدیوں کو کیوں آزاد نہ کرایا؟ تم نے اتنے لوگوں کو دشمن کے ہاتھوں کیوں مرنے دیا؟ زندہ انسانوں کو بچانا دھات کے برتنوں کو بچانے سے بہتر تھا۔'' اگر کوئی یہ عذر پیش کرے کہ ''مجھے ڈر تھا کہ خدا کے گھر کی سجاوٹ کم نہ ہو جائے''، تو جواب یہ ہوگا کہ ''مقدس عبادات کو سونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو چیزیں سونے سے نہیں خریدی جاتیں وہ سونے سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنتیں۔ مقدس چیزوں کی اصل خوبصورتی یہ ہے کہ قیدیوں کو آزاد کرایا جائے۔''

مختصر یہ کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں کلیسیا کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ ضرورت مندوں کی مدد کے لیے تھا۔ اسی لیے امبروز (Ambrose) ایک اور جگہ کہتا ہے کہ ''پادری کے پاس دراصل کچھ بھی اپنا نہیں ہوتا؛ جو کچھ ہے وہ غریبوں کا حق ہے۔''

9۔ کلیسائی عہدے کے ابتدائی تربیتی مراحل:

ہم نے اب قدیم تک کلیسیا کے خادمین کے عہدوں کا جائزہ لیا ہے۔ لیکن باقی جن عہدوں کا ذکر مصنفین کرتے ہیں، وہ زیادہ تر تربیت اور تیاری کے لیے تا ابتدائی مشقیں تھیں۔ یہ مقدس افراد نوجوانوں کو تربیت دیتے تھے تاکہ وہ کلیسیا

کے لیے تیار ہوں۔ یہ نوجوان، اپنے والدین کی اجازت اور رضامندی سے، روحانی خدمت کے لیے اپنا آپ وقف کرتے تھے اور بشپ کی نگرانی اور تربیت میں سیکھتے تھے۔ اس طرح وہ چھوٹی عمر سے ہی تیار کیے جاتے تھے تاکہ جب وہ عہدے پر آئیں تو جہالت یا کم تجربہ کی وجہ سے خدمت میں ناکام نہ ہوں۔ اِن نوجوانوں کو عام طور پر کلرکس (Clerks) کہا جاتا تھا۔ میں چاہتا کہ اُنہیں کچھ اور زیادہ مناسب نام دیا جاتا، کیونکہ یہ نام اصل میں کسی غلط فہمی یا کم مناسب جذبے سے آیا تھا۔ بائبل میں پطرس رسول کلیسیا کو '' کلیروس (Kleros)'' یعنی خدا کی میراث کہتا ہے (1 پطرس 3:5)۔ یہ ایک بہت ہی مقدس اور مفید روایت تھی کہ جو لوگ اپنی محنت اور خدمت کلیسیا کے لیے وقف کرنا چاہتے تھے، اُنہیں بشپ (پادری) کی زیر نگرانی اور تربیت میں رکھا جائے۔ تاکہ کوئی بھی بغیر تربیت کے کلیسیا میں خدمت نہ کرے۔ اُنہیں چھوٹی عمر سے ہی صحیح تعلیم، سخت نظم و ضبط، سنجیدہ رویے اور روحانی مشقوں کی عادت ڈال دی جاتی تھی۔ جیسا کہ فوج میں نوجوان سپاہیوں کو چھوٹی جنگی مشقوں سے اصلی جنگ کی تربیت دی جاتی ہے، اسی طرح کلیسیا میں بھی ابتدائی تربیت دی جاتی تھی تاکہ نوجوان خادم کی ذمہ داریوں میں مشق حاصل کر لیں۔

سب سے پہلے اُنہیں کلیسیا کھولنے اور بند کرنے کی ذمہ داری دی جاتی تھی، اور اُنہیں '' اُوستیاریٔ (Ostiarii)'' کہا جاتا تھا۔ پھر وہ جو بشپ (پادری) کی خدمت میں مدد کرتے اور ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتے، اُنہیں ''اکولیٹس(Acolytes)'' کہا جاتا تھا۔ یہ نہ صرف احترام کی علامت تھی بلکہ کسی شک و شبہ سے بچنے کے لیے بھی تھا۔ اس کے علاوہ اُنہیں عوام کے سامنے اپنی موجودگی اور گفتگو کی مشق بھی کرائی جاتی تھی۔ اُنہیں پڑھائی کا کام (reading desk) دیا جاتا تھا تاکہ وہ جب پریسبیٹری (خادم/پادری) بنیں تو لوگوں کے سامنے تعلیم دیتے وقت شرم محسوس نہ کریں۔ اس طرح اُنہیں بتدریج تربیت دی جاتی تھی، اور جب وہ سب-ڈیکنز(Subdeacons) بننے کے قابل ہوتے، تب اُنہیں عہدہ دیا جاتا تھا۔

میرا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ یہ سب ابتدائی تربیتی مشقیں تھیں، نہ کہ کلیسیا کے حقیقی خدمتی عہدوں میں شامل کام۔

10۔ پولُس رسول کی ہدایات پر عمل:

جو ہم نے پہلے اور دوسرے نکات میں بیان کیا، یعنی کون خادم منتخب ہو اور اُس کی روحانی خدمت کس طرح کی جائے، اس کے بارے میں قدیم کلیسیا نے پولُس رسول کی ہدایات اور رسولوں کی مثالوں پر عمل کیا۔ وہ پادری صاحبان کے انتخاب کے لیے بہت احترام اور دُعائیہ ماحول میں اکٹھے ہوتے تھے۔

اس کے علاوہ، اُن کے پاس ایک امتحانی طریقہ بھی تھا جس سے وہ دیکھتے تھے کہ جو شخص منتخب ہونے والا ہے، اُس کی زندگی اور تعلیم پولُس کے بیان کردہ معیار (1 تیمتھیس 3:2-7) کے مطابق ہے یا نہیں۔ کبھی کبھار وہ بہت سختی اختیار کر لیتے، اور پولُس رسول کے مقرر کردہ معیار سے بھی اگے نکل جاتے، جیسا کہ ایک خادم سے کنوارہ (Celibacy) رہنے کی شرط مانگنا۔ لیکن باقی معاملات میں اُن کا طریقہ پولُس کے بیان کے مطابق تھا۔

تیسرے نکات کے بارے میں، یعنی کون خادم مقرر کرنے کا حق رکھتا تھا، ہمیشہ ایک ہی اصول نہیں اپنایا گیا۔ قدیم زمانے میں کسی کو بھی روحانی خادم (Clergy) کی فہرست میں شامل کرنے کے لیے پورے عوام کی رضامندی ضروری تھی۔ اِسی وجہ سے سائپرین (Cyprian) نے اس بات کی وضاحت کی کہ اُنہوں نے آوریلیس (Aurelius) کو بغیر عوام سے مشورہ کیے ریڈر مقرر کیا، لیکن وجہ منطقی تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ "خادمین کو مقرر کرنے سے پہلے، عزیز بھائیو، ہم عموماً آپس میں مشورہ کرتے ہیں اور ہر ایک کی عادات اور قابلیت کا جائزہ لیتے ہیں۔"

(Cyprian, Lib. 2, Ep. 5)

ابتدائی طور پر، چونکہ یہ چھوٹے عہدے ہوتے اور اِن کی ذمہ داری محدود اور کم اہم ہوتی، عوام کی رضامندی لینا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ بعد میں بھی، بشپ کے علاوہ دیگر عہدوں میں، عوام عموماً انتخاب کی ذمہ داری بشپ اور پریسبیٹرز (بزرگوں) پر چھوڑ دیتے تھے، جو دیکھتے تھے کہ کون اہل اور لائق ہے۔ البتہ، نئے پریسبیٹرز جب کسی علاقے یا

پادری کی پوسٹ پر مقرر کیے جاتے تو وہاں کے عوام کی واضح رضامندی لینا ضروری تھا۔ یہ عجیب نہیں تھا کہ عوام اس حق کے لیے بہت پرجوش نہیں تھے، کیونکہ کوئی سب-ڈیکن مقرر نہیں ہوتا تھا جو پہلے کافی عرصے تک اپنی خدمات اور رویے کا امتحان نہ دے چکا ہو۔ ایک بار امتحان پورا کرنے کے بعد وہ ڈیکن بنایا جاتا، اور اگر وہ ایمانداری سے کام کرتا تو بعد میں پریسبیٹری (بزرگ/پادری) کے عہدے تک پہنچتا۔ اسی طرح کوئی بھی شخص بغیر سالوں کی آزمائش کے ترقی نہیں پا سکتا تھا۔ خادمین کی غلطیوں کو سزا دینے کے لیے بھی کئی قوانین موجود تھے، تاکہ اگر کلیسیا مناسب طریقے سے دیکھ بھال کرے، تو اُسے بے دین یا نااہل خادمین کی وجہ سے مشکلات کا بوجھ اُٹھانا نہ پڑے۔ پریسبیٹرز کے لیے، عوام کی رضامندی ہمیشہ ضروری تھی، جیسا کہ آنکلیٹس (Anacletus) سے منسوب ایک قانون میں بھی ذکر کیا گیا ہے ، (Primus Distinct. 67)۔

آخر میں، تمام دستگذاریاں (Ordinations) سال کے مقررہ وقت پر ہی کی جاتی تھیں، تاکہ کوئی شخص چھپ کر یا بغیر عوام کی رضامندی کے عہدہ نہ پا سکے، اور ترقی میں شفافیت بھی برقرار رہے۔

11۔ خادمین کے انتخاب میں عوام کی رضامندی، تھیودوریت (Theodoret) کے زمانے تک:

خادمین کے انتخاب میں عوام کو کافی عرصے تک یہ حق حاصل تھا کہ وہ کسی ایسے شخص کو نہ مانیں جو سب کو قابلِ قبول نہ ہو۔ اِسی وجہ سے انطاکیہ کی کونسل نے فیصلہ کیا کہ کسی کو بھی عوام کی مرضی کے بغیر منتخب نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بات لیو-اوّل (Leo I) نے بھی واضح طور پر دہرائی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ''جس شخص کو روحانی خادم اور عوام یا اکثریت چاہتی ہو، اُسی کو منتخب کیا جائے۔'' اور ''جس کا سب پر حکم ہوگا، اُسے سب کی رضا سے منتخب کیا جائے۔'' (Leo, Ep. 90, cap. 2)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نامعلوم یا بغیر جانچے منتخب کیا جائے تو یہ زبردستی کے مترادف ہوگا۔ مزید کہا گیا ہے کہ ''جسے روحانی خادم منتخب کریں اور عوام بلاوے سے قبول کریں، اُسے صوبائی سطح پر میٹروپولیٹن (صوبائی بشپس) کی رائے سے مقرر کیا جائے۔'' قدیم پادری صاحبان اس بات کے لیے بہت محتاط تھے کہ عوام کی یہ آزادی

کسی صورت کم نہ ہو۔ مثلاً، جب کنسٹنٹنوپول (Constantinople) میں ایک جنرل کونسل نے نیکٹاریس (Nectarius) کو مقرر کیا، تو اُنہوں نے یہ تب تک نہیں کیا جب تک تمام روحانی خادمین اور عوام کی منظوری حاصل نہ ہو گئی، جیسا کہ اُنہوں نے رومن کونسل کو اپنے خط میں لکھا تھا۔

اسی طرح جب کوئی بشپ اپنا جانشین نامزد کرتا، تو بغیر عوام کی مشاورت اس کو منظور نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کی مثال ہمیں آگسٹین (Augustine) کے خطوط میں ملتی ہے، جب ریڈیئس (Radius) کی نامزدگی کی گئی (August. Ep. 110)۔ تھیودور (Theodore) کے مطابق، جب پطرس کو اتھناسیس (Athanasius) نے نامزد کیا، تو فوراً بعد میں اس بات کی تصدیق ہوئی کہ روحانی خادمین کی جماعت نے اُسے قبول کیا، اور حکام، بڑے لوگ، اور عوام نے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا۔

12۔ عوام اور روحانی خادمین کے درمیان توازن:

لودیکیہ کی کونسل (Council of Laodicea) نے یہ فیصلہ کیا کہ کلیسائی انتخاب عوام کے ہجوم کے حوالے نہ چھوڑا جائے۔ کیونکہ عام طور پر اتنے سارے لوگ ایک ساتھ کسی معاملے کو درست طور پر حل نہیں کر پاتے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "متضادِ خواہشات عوام کو بکھیر دیتی ہیں۔"

اس لیے ابتدا میں صرف روحانی خادم منتخب کرتے تھے اور پھر جسے منتخب کیا جاتا تھا، اُسے حکام، کونسل، یا بڑے لوگوں کے پاس پیش کیا جاتا۔ یہ لوگ غور و فکر کے بعد، اگر درست سمجھیں، تو انتخاب کی تصدیق کرتے، ورنہ کوئی دوسرا زیادہ قابل فرد منتخب کرتے۔ اس کے بعد معاملہ عوام کے سامنے رکھا جاتا، تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ کس کو چاہتے ہیں، لیکن عوام کو اِن پچھلے مراحل کی پابندی نہیں تھی اور وہ بھی براہِ راست ہجوم کی طرح حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر معاملہ عوام سے شروع ہوتا بھی، تو صرف اس لیے کہ یہ معلوم ہو سکے کہ عوام کس کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ اس کے بعد روحانی خادمین آخر میں انتخاب کرتے۔ یعنی نہ تو روحانی خادمین اپنے اختیار سے کسی کو منتخب کر سکتے تھے، اور نہ ہی اُن کا عوام کی غیر معقول خواہشات کے آگے جھکنا ضروری تھا۔

لیو اول (Leo I) اس بات کو یوں بیان کرتا ہے کہ " شہریوں کی خواہش، عوام کی رائے، معزز لوگوں کا انتخاب، اور روحانی خادموں کی رائے، سب کا انتظار کیا جائے۔" اور " معزز لوگوں کی رائے، روحانی خادموں کے دستخط، حکام اور عوام کی رضامندی حاصل کی جائے، ورنہ کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔" (Leo, Ep. 87)

لودیکیہ کی کونسل کا مقصد صرف یہ تھا کہ روحانی خادم اور حکام خود کو بے فکر عوام کے ہجوم کے زیر اثر نہ آنے دیں، بلکہ اپنی سمجھ بوجھ اور سنجیدگی کے ساتھ، عوام کی غیر معقول خواہشات کو قابو میں رکھیں۔

13۔ روحانی خادمین اور حکومتی رہنما:

یہ انتخاب کا طریقہ گریگوری کے زمانے تک جاری رہا، اور غالباً اُس کے بعد بھی کافی عرصے تک چلتا رہا۔ اُس کے بہت سے موجودہ خطوط سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب بھی کسی نئے بشپ کو منتخب کرنا ہوتا، تو وہ عموماً روحانی خادمین، حکام اور عوام کو خط لکھتا تھا، اور کبھی کبھی حکومت کے گورنر کو بھی، جیسا کہ اُس وقت کے نظام کے مطابق مناسب ہوتا تھا۔

لیکن اگر کلیسیا کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے وہ انتخاب کی نگرانی کسی قریبی بشپ کو سونپ دیتا، تو وہ ہمیشہ یہ شرط رکھتا تھا کہ فیصلہ باقاعدہ طور پر کیا جائے اور سب کے دستخط سے اُس کی تصدیق ہو۔ یہاں تک کہ جب کونسٹنٹیس (Constantius) کو میلان کا بشپ منتخب کیا گیا، اور غَیرِیُونانیوں کے حملوں کی وجہ سے میلان کے بہت سے لوگ جینوا (سوئزرلینڈ) چلے گئے تھے، تو گریگوری نے سمجھا کہ انتخاب اُس وقت تک درست نہیں ہوگا جب تک وہ لوگ بھی جمع ہو کر اپنی رضامندی نہ دیں (Gregor. Lib. 2 Ep. 69)۔ اسی طرح، پانچ سو سال پہلے پوپ نکولس نے روم کے پوپ کے انتخاب کا یہ طریقہ مقرر کیا کہ: پہلے کارڈینلز آگے بڑھیں، پھر وہ دوسرے روحانی خادموں کو اپنے ساتھ شامل کریں، اور آخر میں عوام کی رضامندی سے انتخاب کی تصدیق ہو۔

آخر میں اُس نے لیو- اول کے اُس حکم کو بھی بیان کیا (جس کا ذکر پہلے کیا گیا) اور حکم دیا کہ آئندہ بھی اِسی پر عمل کیا جائے۔ اگر بُرے لوگوں کی شرارت کی وجہ سے روحانی خادموں کو شہر چھوڑنا پڑے تاکہ صاف اور درست انتخاب ہو سکے، تو بھی اُس نے حکم دیا کہ عوام میں سے کچھ لوگ ضرور موجود ہوں۔

جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کہ شہنشاہ کی رائے، تو وہ صرف دو کلیسیاؤں روم اور قسطنطنیہ کے لیے ضروری تھی، کیونکہ یہ دونوں سلطنت کے مرکزی شہر تھے۔ مثلاً جب ویلنٹینیانس (Valentinianus) نے بشپ امبروز کو میلان بھیجا تاکہ وہ نئے بشپ کے انتخاب کی نگرانی کرے، تو یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا، کیونکہ اُس وقت شہریوں کے درمیان شدید اختلافات تھے۔ روم میں بشپ کے انتخاب میں شہنشاہ کا اثر بہت زیادہ تھا۔ اسی لیے گریگوری کہتا ہے کہ اُسے کلیسیا کی قیادت کے لیے شہنشاہ کے حکم سے مقرر کیا گیا (Gregor. Lib. 1 Ep. 5)، حالانکہ اُسے عوام نے بھی باقاعدہ طور پر بلایا تھا۔ عام طریقہ کار یہ تھا کہ جب حکام، روحانی خادم اور عوام کسی شخص کو منتخب کرتے، تو اُسے فوراً شہنشاہ کے سامنے پیش کیا جاتا۔ پھر شہنشاہ یا تو اُس انتخاب کی تصدیق کر دیتا یا اُسے رد کر دیتا۔

گریشیئن (Gratian) کے جمع کیے ہوئے کلیسائی قوانین (Decretals) میں بھی اس طریقے کے خلاف کچھ نہیں کہا گیا۔ وہاں صرف یہ کہا گیا ہے کہ کلیسیا کے باقاعدہ انتخاب کو ختم کرنا اور بادشاہ کا اپنی مرضی سے بشپ مقرر کرنا ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو شخص زبردستی کے اختیار سے مقرر کیا جائے، اُسے میٹروپولیٹن (صوبائی) بشپس کے ذریعے مقرر نہیں کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک الگ بات ہے کہ کلیسیا کے حق کو ختم کر کے اُسے ایک شخص کی مرضی کے حوالے کر دیا جائے، بجائے اس کے ،کہ بادشاہ یا شہنشاہ کو یہ عزت دی جائے کہ وہ ایک درست انتخاب کی اپنے اختیار سے تصدیق کرے۔

14۔ دستگذاری (Ordination) کا طریقہ:

اب یہ بیان کرنا باقی ہے کہ قدیم کلیسیا میں خادمین کو انتخاب کے بعد کس طرح اُن کے عہدے پر مقرر کیا جاتا تھا۔ لاطینی زبان میں اِسے اردینیشن (Ordination) یا مقدس مقرر کرنا (Consecration) کہا جاتا تھا، اور یونانی زبان

میں اسے کیروٹونیا (Cheirotonia) کہا جاتا تھا۔ کبھی کبھی کیروتھسیا (Cheirothesia) کا لفظ بھی استعمال ہوتا تھا۔ اصل میں کیروٹونیا اس طریقۂ انتخاب کو کہتے تھے جس میں لوگ ہاتھ اُٹھا کر اپنی رائے ظاہر کرتے تھے۔

اس بارے میں نقایا کی کونسل کا ایک فیصلہ موجود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جب کسی شخص کو بشپ (بزرگ/پادری) کے لیے منتخب کیا جائے تو میٹروپولیٹن اور اُس صوبے کے تمام بشپس جمع ہو کر اُسے مقرر کریں۔ لیکن اگر فاصلہ، بیماری یا کسی ضروری وجہ سے سب جمع نہ ہو سکیں تو کم از کم تین بشپس ضرور حاضر ہوں، اور جو حاضر نہ ہو سکیں وہ خط کے ذریعے اپنی رضامندی ظاہر کریں۔ یہ قانون کچھ عرصے کے لیے استعمال میں کم ہو گیا تھا، لیکن بعد میں کئی کونسلوں نے اِسے دوبارہ نافذ کیا۔ اس لیے سب بشپس کو، یا کم از کم جن کے پاس کوئی معقول عذر نہ ہو، حاضر ہونے کا حکم دیا جاتا تھا، تاکہ جس شخص کو مقرر کیا جا رہا ہے اُس کی زندگی اور تعلیم کا اچھی طرح جائزہ لیا جا سکے۔ کیونکہ دستگذاری بغیر جانچ پڑتال کے نہیں کی جاتی تھی۔

سائپرین (Cyprian) کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانے میں بشپس (پادری صاحبان) کو انتخاب کے بعد نہیں بلایا جاتا تھا، بلکہ وہ انتخاب کے وقت ہی موجود ہوتے تھے تاکہ وہ نگران بن کر دیکھیں کہ عوام کے ہجوم میں کوئی بے ترتیبی نہ ہو۔ وہ یہ کہنے کے بعد کہ عوام کو یہ حق ہے کہ وہ قابل لوگوں کو منتخب کریں اور نااہل لوگوں کو رد کریں، فوراً یہ بھی کہتا ہے کہ "اِسی وجہ سے ہمیں الٰہی اور رسولی روایت کو بہت احتیاط سے ماننا اور قائم رکھنا چاہیے۔ اس کے مطابق، دستگذاری کے وقت صوبے کے قریب کے تمام بشپس اُس عوام کے ساتھ جمع ہوں جن کے لیے اُس شخص کو مقرر کیا جا رہا ہے، اور بشپ کو عوام کی موجودگی میں منتخب کیا جائے۔"

لیکن چونکہ کبھی کبھی بشپس کے جمع ہونے میں دیر ہو جاتی تھی اور یہ خطرہ ہوتا تھا کہ کوئی اس تاخیر سے فائدہ اُٹھا کر سازش کرے، اس لیے یہ مناسب سمجھا گیا کہ انتخاب پہلے ہو جائے، اور پھر بشپس آکر اچھی طرح تحقیق کے بعد اُس شخص کو مقرر کریں جو پہلے سے منظور کیا جا چکا ہو۔

15۔ صوبائی حکومت (میٹروپولیٹن) کے ذریعے دستگذاری (Ordination):

شروع میں یہ کام ہر جگہ ایک ہی طریقے سے ہوتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ ایک دوسرا رواج پھیل گیا کہ جو شخص بشپ (پادری) منتخب ہوتا تھا، وہ میٹروپولیٹن کے پاس جا کر اپنی دستگذاری حاصل کرے۔ یہ طریقہ کسی اچھی وجہ سے نہیں بلکہ خواہشِ برتری اور قدیم رسموں کے بگاڑ کی وجہ سے رائج ہوا۔ اس کے کچھ ہی عرصے بعد جب روم کی کلیسیا کا اختیار بڑھ گیا تو ایک اور اِس سے بھی بُرا رواج شروع ہو گیا، یعنی تقریباً پورے اٹلی کے بشپس اپنی دستگذاری کے لیے روم سے رجوع کرنے لگے۔ اس بات کا ذکر گریگوری کے خطوط میں بھی ملتا ہے۔ (Lib. 2 Ep. 69, 76)

پرانا طریقہ صرف چند شہروں میں باقی رہا جو اِس تبدیلی کو آسانی سے قبول نہیں کرتے تھے، مثلاً میلان۔ ممکن ہے کہ صرف میٹروپولیٹن شہروں نے اپنا یہ حق محفوظ رکھا ہو۔ کیونکہ جب آرچ بشپ کو مقرر کیا جاتا تھا تو اس کے لیے پورے صوبے کے بشپس میٹروپولیٹن شہر میں جمع ہوتے تھے۔

دستگذاری کے وقت جو طریقہ استعمال کیا جاتا تھا وہ ہاتھ رکھنا تھا۔ اِس کے علاوہ کسی خاص رسم کا ذکر نہیں ملتا، سوائے اس کے کہ عام مجلس میں بشپس ایک خاص لباس پہنتے تھے تاکہ وہ دوسرے پریسبیٹرز سے الگ پہچانے جائیں۔ اسی طرح پریسبیٹرز (نگران کلیسائی بزرگ) اور ڈیکنز کو بھی ہاتھ رکھ کر مقرر کیا جاتا تھا۔ ہر بشپ اپنے پریسبیٹرز کو پریسبیٹرز کی مجلس کے ساتھ مل کر مقرر کرتا تھا۔ اگرچہ سب مل کر یہی کام کرتے تھے، لیکن چونکہ بشپ اس مجلس کی صدارت کرتا تھا اور دستگذاری اس کی نگرانی میں ہوتی تھی، اس لیے کہا جاتا تھا کہ دستگذاری اُسی کی طرف سے ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے قدیم مصنفین اکثر کہتے ہیں کہ پریسبیٹری اور بشپ میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں تھا، سوائے اس کے کہ پریسبیٹری کے پاس دستگذاری کرنے کا اختیار نہیں ہوتا تھا۔

The End

مزید معلومات، مسیحی کتب، پوڈکاسٹ اور آرٹیکل حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں

www.reformedbytruth.com

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only